www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین لوگوں تک دو طرح سے پہنچایا ہے، ایک قرآن کے ذریعے اور دوسرا حدیث کے ذریعے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما: كتاب الله وسنة نبيه .))[1]

''میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کتاب کی اور اس کے نبی کی سنت۔''

جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے الفاظ وکلمات اور اعراب تک کی حفاظت فرمائی:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ ﴾ (الحجر: ۹)

اسی طرح وہ اپنے پیغمبر کی احادیث کو بھی لفظ لفظ محفوظ رکھنے کے لیے ہر دور میں اس کے محافظین پیدا فرماتا رہا، جو نہ صرف روایت وکتابت کے ذریعے اس کی نگہبانی کرتے رہے بلکہ حفظ کے ذریعے انھوں نے اسے اپنے سینوں میں بھی محفوظ کیے رکھا اور نقل در نقل ہم تک پہنچایا۔

((تَسْمَعُونَ مِنِّي وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ .))[2]

''تم لوگ مجھ سے سنتے ہو، دوسرے لوگ تم سے سنا کریں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔''

مبلغِ حدیث کے لیے بڑی دلربا، دلفریب، دلکش اور دل کو برودت پہنچانے والی عظیم دعا فرمائی ہے:

((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا، ثُمَّ أَدَّاهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا .))[3]

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق اور روشنی عطا فرمائے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور

---

[1] مؤطا، كتاب القدر، حديث نمبر ۳، ص: ۷۹۹.

[2] سنن ابوداؤد، كتاب العلم، رقم: ۳۶۵۹۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ۱۷۸٤.

[3] شرف أصحاب الحديث للخطيب، رقم: ۲۰۔ موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ۱/ ۳۷۱۔ وقال: هذا الحديث صحيح المتن.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی، جس نے اسے نہیں سنا۔"

آپ ﷺ نے حدیثوں کی کتابت کا بھی حکم دیا اور بعض لوگوں کے لیے حدیثیں لکھوائیں بھی:

((اُكْتُبْ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ.)) [1]

"تم لکھا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قَيِّدُوْا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ.....)) [2]

"علم کو لکھ کر محفوظ کر لو۔"

محدثین کی خدمات یقیناً اُمت مسلمہ پر کسی احسانِ عظیم سے کم نہیں، ان اصحابِ کرام نے اس کارِ خیر کے لیے اپنے شب و روز وقف کر رکھے تھے اور دیگر جمیع دنیوی امور سے بے پروا ہو کر اپنی زندگیاں اسی عظیم مقصد کے لیے حصول میں کھپا دیں۔ ان ہی کی علمی و قلمی خدمات کے ذریعے علم حدیث میں پیدا ہونے والے شبہات کا ازالہ ہوا؛ ان ہی کی تحقیق و تدقیق کے ذریعے صحیح اور ضعیف کی نشاندہی ہوئی اور نبی کریم ﷺ کا ایک ایک قول و عمل ضعف و وضع سے ممتاز ہو کر مکمل صحت کے ساتھ ہم تک پہنچا، ہم ہمیشہ ان محسنین کے زیر بار احسان رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حدیث اور حاملین حدیث کو بڑی عزت، فضیلت اور شرف سے نوازا ہے اور حدیث رسول کی خدمت اور حفاظت کے لیے اپنے انہی بندوں کا انتخاب فرمایا جو اس کے چنیدہ و برگزیدہ تھے۔ ان تمام عظیم المرتبت اور فقید النظیر شخصیات میں بلند تر نام امامِ معظم و مجتہد مقدم ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔

نام و نسب:

نام: محمد، کنیت: ابوعبداللہ۔ لقب: ناصر الحدیث۔ نسبت: شافعی اور یہ ان کے جد اعلیٰ شافع کی جانب نسبت ہے۔ سلسلۂ نسب یوں ہے: محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف القریشی الہاشمی المطلبی۔ ساتویں پشت پر جا کر سلسلۂ نسب رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ نسبی اعتبار سے اس سے زیادہ شرافت کیا ہو سکتی ہے۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ نے آپ کی والدہ کو ہاشمیہ کہا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ

---

[1] سنن ابوداؤد، كتاب العلم، رقم: ٣٦٤٦۔ مسند أحمد: ١/ ١٦٢۔ مستدرك حاكم: ١/ ١٠٥۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٠٣٢.

[2] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤٤٣٤۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٠٢٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی والدہ قبیلہ ازد سے تھیں جو یمن کا ایک ممتاز و مشہور قبیلہ ہے۔

ولادت:

آپ کی ولادت کے متعلق چار اقوال ہیں۔ یہ کہ آپ کی ولادت غزہ میں ہوئی یا عسقلان میں یا مدینہ میں یا یمن میں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ بمقام غزہ رجب ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا انتقال آپ کے پیدا ہونے سے کچھ دن قبل ہو چکا تھا۔

بچپن:

چونکہ باپ کا سایہ تو پیدا ہونے سے قبل ہی اٹھ چکا تھا، اس لیے آپ کی والدہ نے مدتِ رضاعت ختم کر کے دو سال کے بعد اپنے قبیلہ ازد نواح یمن کا سفر کیا اور آپ نے اپنے ماموں کے پاس کامل آٹھ سال گزارے۔ وہیں آپ نے سات برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا اور دس سال کی عمر میں موطا امام مالک کو حفظ کیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! تو کس خاندان سے ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور کے خاندان سے۔ فرمایا: میرے قریب آؤ۔ جب میں آپ کے قریب گیا آپ نے اپنا لعابِ دہن میری زبان پر، ہونٹوں پر اور منہ پر ڈال دیا، پھر فرمایا: جاؤ خدا تم پر برکت نازل فرمائے۔

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی عمر میں پھر رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھاتے دیکھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دیتے رہے، پھر میں بھی آپ کے قریب آ بیٹھا اور آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی کچھ سکھایئے۔ آپ ﷺ نے اپنی آستین سے میزان (ترازو) نکال کر دی اور فرمایا: تیرے لیے میرا یہ عطیہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایک معبر سے اس کی تعبیر دریافت کی تو اس نے کہا: تم دنیا میں نبی ﷺ کی سنت مطہرہ کی نشر و اشاعت میں امام بنو گے۔

تعلیم و تربیت:

جب آپ رحمہ اللہ کی عمر دس سال کی ہوگئی تو آپ کی والدہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں آپ کے چچا کے پاس بھیج دیا تاکہ آپ شہر میں رہ کر علم انساب حاصل کریں۔ آپ کے چچا کی مالی حالت کمزور تھی بہ ایں وجہ آپ کو علم حاصل کرنے میں دشواریاں پیش آتی رہیں۔ آپ ایک ماہر انساب کے پاس گئے، اس نے آپ کو مشورہ دیا کہ پہلے کوئی ذریعہ معاش پیدا کرو پھر علم سیکھنا۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا تو یہ حال تھا کہ تعلیم کی جانب دل مائل تھا، جب کسی عالم سے کوئی حدیث یا مسئلہ سنتا فوراً یاد کر لیتا اور ہڈیوں پر لکھ لیا کرتا اور ان ہڈیوں کو مٹکے میں بڑی احتیاط سے محفوظ کر لیتا۔ بالآخر آپ کو معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں مسلم بن خالد زنجی فقہ و حدیث کے امام ہیں اور انہوں نے محمد بن شہاب زہری اور عمرو بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینار اور ابن جریج سے استفادہ کیا ہے، آپ ان کے پاس پہنچے۔ مسلم بن خالد زنجی بڑے جوہر شناس تھے۔ امام صاحب کی ذہانت، ذکاوت اور قوتِ حفظ دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے۔ کامل تیس برس تک ان سے فقہ وحدیث کی تکمیل کی۔ ان کی مجلس میں اکثر و بیشتر امام مالک رحمہ اللہ کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا، اس لیے آپ کو امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری کا شوق پیدا ہوا۔ اپنے استاذ مسلم بن خالد سے مدینہ منورہ جانے کا خیال ظاہر کیا۔ انہوں نے فوراً ایک سفارشی خط امام مالک رحمہ اللہ کے نام لکھ دیا کہ جس نوخیز کو میں خدمت اقدس میں بھیج رہا ہوں، وہ آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کا واقعی مستحق ہے اور اس میں غیر معمولی صلاحیتیں موجود ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس زادِ راہ نہ تھا، نہ چچا کے پاس اس قدر سرمایہ تھا کہ وہ کچھ امداد کرتے۔ اس لیے آپ نے مصعب ابن الزبیر سے اپنی ضرورت کو بیان کیا، انھوں نے کسی شخص سے سفارش کر دی اور اس نے بطورِ امداد سو دینار پیش کر دیے۔ دینار ملتے ہی آپ نے انتظام کیا اور چند روز میں مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی پہلے امام مالک رحمہ اللہ کے مکان پر حاضر ہوئے۔ دستک دی، اندر سے خادمہ آئی، نام پوچھ کر گئی، پھر امام مالک رحمہ اللہ تشریف لائے اور بڑے اخلاق سے گفتگو فرمائی۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے استاذ مکرم مسلم بن خالد زنجی کا خط پیش کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے خط پڑھ کر پھینک دیا اور فرمایا: سبحان اللہ! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اب اس قابل رہ گیا ہے کہ وہ وسائل اور رسائل کے ذرائع سے حاصل کیا جائے؟ امام مالک رحمہ اللہ کا غصہ دیکھ کر آپ نے معذرت پیش کی، اپنی بے نوائی اور ذوقِ علمی کا اظہار کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ یہ سن کر متاثر ہوئے اور سر سے پیر تک آپ پر نظر ڈال کر پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا: محمد بن ادریس۔ فرمایا: "اتق اللہ فیکون لك شان" یعنی خدا سے ڈرتے رہنا، عنقریب تمہیں بڑی شان ملے گی۔

اخلاق و عادات:

ہر اچھے کام کرنے اور برائی سے بچنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ضمیر کا احساس بیدار ہو اور دل میں خیر و شر کی تمیز کے لیے خلش ہو، یہ تقویٰ ہے، پھر اس کام کو خدائے ذوالجلال والاکرام کی رضا مندی کے سوا ہر غرض و غایت سے پاک رکھا جائے، یہ اخلاص ہے، اس کے کرنے میں صرف اللہ کی نصرت و حمایت پر بھی بھروسہ ہے تو یہ توکل ہے، اس کام میں رکاوٹیں اور دقتیں پیش آئیں یا نتیجے میں تاخیر ہو تو دل میں استقامت رکھنی چاہیے، خدا سے آس نہ ٹوٹنے پائے اور اس راہ میں اپنا برا چاہنے والوں کا بھی برا نہ چاہا جائے تو یہ صبر ہے، اگر کامیابی کی نعمت سے سرفرازی ہو تو اس پر مغرور ہونے کی بجائے اس کو خدا کا فضل و کرم سمجھتے ہوئے اور جسم و جان اور قلب و لسان سے اس کا اقرار کیا جائے اور اس قسم کے کاموں کے کرنے میں اور بھی زیادہ انہماک ہو تو یہ شکر ہے۔

اس تمہید کے بعد یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ میں یہ تمام صفاتِ ایمانی بدرجہ اتم موجود تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قناعت:

آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال سے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ میں طمع و لالچ کو کبھی پاس نہیں آنے دیا۔ اس کی بدولت مجھے ہمیشہ آرام پہنچا اور اسی وجہ سے ہمیشہ میری عزت، ذلت میں بدلنے سے محفوظ رہی۔ فرمایا کرتے تھے کہ حرص وطمع وہ برائی ہے جس سے نفس کی دنائت پوری طرح ظاہر ہوتی ہے، خصوصاً ایسی حرص جس میں بخل کی آمیزش بھی ہو، فرماتے تھے کہ خانگی زندگی کی ناگواری زیادہ تر اسی وجہ سے ہوتی ہے، گھر کا مالک زیادہ دینا نہیں چاہتا اور گھر کے لوگ زیادہ مانگتے ہیں۔ شوہروں کو مال سے محبت ہوتی ہے اور بیویاں لالچ سے زیادہ مانگتی ہیں۔ اس سے خانگی معاملات میں کشمکش ہو جاتی ہے اور گھر روحانی تکالیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کرتے تھے: قرآن کی اس آیت کو اچھی طرح سمجھو، جس میں مسلمانوں کا وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھتے ہیں۔

﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الحشر: ۵۹)

''اور اپنے (اوروں کو) مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ خود ان کو ضرورت ہو اور جو اپنے جی کی لالچ سے بچایا گیا وہی کامیاب ہیں۔''

خلیفہ ہارون رشید نے ایک مرتبہ بے حد اصرار کیا کہ آپ جس شہر کو پسند کریں میں آپ کو وہاں کا قاضی مقرر کردوں، لیکن آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا مجھے اس عہدے سے معاف ہی رکھیے۔

سخاوت:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سخاوت کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کسی حق یا کسی شے کو خوشی کے ساتھ بغیر کسی اکراہ کے دوسرے کے حوالہ کر دیا جائے اور اس کی چند صورتیں یہ ہیں: اپنا حق کسی کو معاف کر دینا، اپنی ضرورت کو روک کر کسی اور کی ضرورت پوری کرنا، دوسرے کے لیے اپنے دماغ کو خرچ کرنا، دوسرے کی اعانت کے لیے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دینا اور دوسروں کو بچانے کے لیے خود کو پیش کر دینا۔ فرمایا کہ کسی شخص کو کبھی نکمی و ناکارہ چیز نہ دیا کرو، اس کے دینے سے نفس کی بلندی زائل ہو کر دنائت پیدا ہونے لگتی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ﴾ (البقرۃ: ۲۶۷)

''اے ایمان والو! اس میں سے جو تم نے کمایا ہے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے، اچھی چیزیں خرچ کرو اور اس میں سے بری چیز کے دینے کا ارادہ نہ کرو، حالانکہ تم خود تو اسے لینا گوارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے، ہاں اس صورت میں (اپنے لیے) قبول کرلو گے کہ اگر آنکھیں بند کرلو۔"

ابتداء میں آپ تنگدستی سے گزر بسر کرتے تھے، مگر تعلیم حاصل کرلینے کے بعد خدائے کریم نے ہر قسم کی نعمتوں سے آپ کو سرفراز فرما دیا تھا۔ اکثر خلیفہ وقت، امراء، وزراء اور اہل ثروت آپ کو ہدایا پیش کرتے رہتے تھے اور ہر شخص اسے قبول کرنے میں اصرار کرتا تھا۔ ایک بار خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو پچاس ہزار درہم بھیجے، ان میں سے آپ نے چالیس ہزار غرباء، یتامیٰ، بیوگان اور نادار علماء پر صرف کر دیے۔ ابوحسان زیادی نے ایک مرتبہ چھ ہزار دینار، جعفر بن یحییٰ برمکی نے ایک ہزار دینار اور پھر ہارون رشید نے متعدد بار کئی ہزار دینار بھیجے۔ مگر آپ کا معمول یہ تھا کہ بسا اوقات صرف ایک چوتھائی اپنے لیے رکھ کر باقی رقم رات کی تاریکی میں غریب علماء وفقہاء اور نادار طلباء، بیوگان و یتامیٰ میں تقسیم فرما دیتے اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرتے کہ الٰہی! مجھے حرصِ دنیا سے ہمیشہ محفوظ رکھنا۔

امام مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے بڑھ کر نہ کوئی کریم دیکھا اور نہ سخی۔ ایک بار عید کی رات تھی، میں ان کے ساتھ مسجد سے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ایک مسئلے پر گفتگو جاری ہوگئی، ہم بات چیت کرتے کرتے گھر پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے مکان پر ایک غلام کھڑا تھا، اس نے سلام کہا اور بولا کہ میرے آقا نے یہ روپوں کی تھیلی بطورِ ہدیہ پیش کی ہے اور سلام عرض کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: انہیں میرا سلام کہہ دینا اور میری طرف سے ان کا شکریہ ادا کر دینا۔ عین اسی وقت ایک شخص آیا اور کہنے لگا: حضرت! میرے ہاں ابھی بچہ پیدا ہوا ہے اور گھر میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے وہ تھیلی فوراً اس کو دے دی اور اس نادار کی خدمت کرنے کی وجہ سے خوش ہوتے ہوئے گھر میں چلے گئے۔

ایک مرتبہ عید کے دن گھر میں کھانے پینے کا مناسب سامان نہ تھا۔ آپ کی بیوی نے کہا: آپ تو اپنی قوم کے ساتھ بڑی صلہ رحمی کرتے ہیں، آج عید ہے اور گھر میں سامان تک نہیں ہے، اس لیے کسی سے کچھ قرض ہی پکڑ لیجیے۔ چنانچہ آپ نے ایک شخص سے ستر دینار قرض لے لیا۔ قرض لے کر آ ہی رہے تھے کہ فقراء اور مساکین نے گھیر لیا۔ پچاس دینار ان کو تقسیم کر دیے اور بیس دینار لے کر گھر میں گئے۔ ابھی وہ دینار بیوی کو دینے بھی نہ پائے تھے کہ ایک اور شخص نے صدا لگائی، آپ فوراً آئے، پوچھا: خیر تو ہے؟ اس نے رو کر اپنا حال سنایا۔ آپ نے وہ بیس دینار سامنے رکھ دیے اور فرمایا کہ بھائی اس میں سے جس قدر چاہو، لے لو۔ اس نے سب اٹھا لیے اور بولا: ابھی تو مجھے اور ضرورت ہے۔ آپ بیوی کے پاس گئے اور سارا قصہ سنایا۔ بیوی نے کہا: آپ یونہی کرتے رہیے گا۔ رات ہوئی، خاموشی سے سب سو گئے۔ صبح کو جعفر بن یحییٰ برمکی وزیر ہارون رشید کا ایک قاصد آیا اور آپ کو بلا کر ساتھ لے گیا۔ جعفر نے آپ کی بے حد تعظیم کی اور آپ سے کہا: آج رات کو خواب میں ہاتف غیبی سے مجھے صدا آئی اور آپ کا واقعہ بتایا گیا ہے۔ پھر جعفر نے ایک ہزار دینار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نذر کیے اور اصرار کیا کہ اس کو قبول کر لیجیے۔ چنانچہ آپ نے وہ دینار قبول فرما لیے۔

تواضع:

آپ فرماتے تھے کہ تواضع کا حکم اس لیے دیا گیا ہے تاکہ کوئی شخص اپنی قوت و دولت کا بے جا استعمال نہ کر پائے، جس سے غریبوں اور غیر مستطیع کا دل دُکھے۔ چونکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی کہ خاکساری اختیار کرو، تاکہ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے اور کسی کو کسی کے مقابلہ میں فخر کرنے کی جرأت نہ پیدا ہو۔ تواضع کا مقصد معاشرتی زندگی میں خوش گوار لطافت پیدا کرنا ہے۔

خدمت گزاری:

آپ نے اپنے دوسروں اور شاگردوں کی خاطر داری کے لیے ایک کنیز کو مقرر کر رکھا تھا۔ وہ حلوا بنانے میں باکمال تھی۔ آپ اس سے حلوا بنا کر اکثر و بیشتر ملنے جلنے والوں کو کھلاتے اور انتہائی محبت آمیز لہجہ سے گفتگو فرماتے۔ احباب کو کھلا کر بہت خوش ہوتے تھے۔ اگر کوئی معمولی سی خدمت بھی لیتے تو اس کو دوگنا اجرت عنایت فرماتے تھے۔ باکمال اشخاص کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ایک بار کہیں جا رہے تھے کہ دیکھا ایک شخص تیر اندازی کی مشق کر رہا ہے، آپ کے سامنے اس کا تیر صحیح نشانے پر لگا تو آپ نے اپنی جیب سے اس کو تین دینار نذر کیے اور اظہارِ افسوس کیا کہ کاش اور دینار ہوتے تو میں تمہیں اور بھی دیتا۔

اتباعِ سنت:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جو آپ کے شاگردِ خاص ہیں، فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے جواب دے کر اس کے ثبوت میں ایک حدیث بھی بیان فرمائی۔ اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ بھی حدیث پر عمل کرتے ہیں؟ آپ کو بے حد غصہ آیا اور فرمانے لگے: کیا تم نے مجھے بت خانے سے نکلتے دیکھا ہے یا میرے گلے میں زنار دیکھا ہے؟ جو صحیح حدیث سے ثابت ہے وہی میرا مذہب ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول یہ تھا کہ اگر ان کو ان کے فتوے کے خلاف کوئی صحیح حدیث پہنچ جاتی تو فوراً اعلانیہ فرما دیتے کہ میں اپنے فتوے سے رجوع کرتا ہوں۔

امام مزنی و ربیع بن سلیمان اور دوسرے شاگردوں سے ہمیشہ یہ فرماتے رہے کہ میں نے جتنی تصانیف لکھی ہیں ان میں بحد امکان احتیاط و جزم سے دلائل کو لکھ دیا ہے، تاہم میں انسان ہوں، ہوسکتا ہے کہ ان میں غلطیاں ہوئی ہوں، غلطی سے منزہ تو فقط اللہ کا کلام ہے۔ اس لیے کوئی بھی مسئلہ میری کتابوں میں اگر خلافِ کتاب و سنت ہو اور تم اس کو دیکھو تو خوب سمجھ لینا کہ میں نے اس سے رجوع کر لیا ہے۔ یاد رکھو کہ اگر صحیح حدیث مجھ تک پہنچے اور پھر میں اس پر عمل نہ کروں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری عقل میں فتور آ چکا ہوگا۔

آپ کو کبھی اپنی رائے یا بات پر اصرار نہیں رہتا تھا۔ اگر کسی مسئلہ میں غلطی ثابت ہو جاتی تو فوراً رجوع فرما لیتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری نظر احادیث صحیح پر مجھ سے زیادہ ہے، اس لیے میرے قول کے خلاف جب کسی صحیح حدیث کو دیکھو تو مجھے مطلع کر دیا کرو، تاکہ اس حدیث پر عمل کروں اور اپنی رائے کو نمایاں طور پر ترک کروں۔

آپ بے انتہا حق پسند تھے۔ آپ سے اکثر مناظرات و مباحثات ہوتے رہتے تھے، آپ فریق ثانی کو بڑی نرمی و خندہ پیشانی سے جواب دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کسی شخص سے اپنی بڑائی یا اظہارِ فضیلت کی بناء پر مباحثہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق کا مقصد سامنے رہا۔

جھوٹ بولنے سے سخت نفرت تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے مدت العمر میں نہ کبھی جھوٹی بات کہی اور نہ ہی کسی معاملے میں جھوٹی یا سچی قسم اٹھائی۔

بزرگوں کا ادب و احترام:

کسی نے آپ کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے: سنو! لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔ کسی نے امام سفیان بن عیینہ و امام مالک رحمہما اللہ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو حجاز سے علم حدیث ناپید ہو جاتا۔ جب امام مالک رحمہ اللہ کا کوئی نقل کرتے تو فرماتے: "هذا قول أستاذنا الامام مالك" "یہ ہمارے استاذ امام مالک کا قول ہے۔" کسی نے پوچھا: کیا آپ نے امام مالک رحمہ اللہ جیسا آدمی دیکھا ہے؟ فرمایا: ہماری کیا حقیقت ہے جو علم اور عمل میں ہم سے زیادہ ہیں وہ یہی کہتے رہے ہیں کہ امام مالک جیسا آدمی ہم نے نہیں دیکھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق فرماتے تھے: "الصحابة فوقنا فی کل علم و اجتهاد وورع وعقل" "صحابہ علم و اجتہاد اور تقویٰ و عقل میں ہم پر فوقیت رکھتے ہیں۔"

ایک مرتبہ کسی شخص نے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کسی شخص نے کعبہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور پھر اس نذر کو پورا نہ کر سکا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: قسم کا کفارہ ادا کرے اور ہم سے بہتر شخص عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

عبادت اور تدریس:

صبح کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب تک فقہ کا درس دیتے، پھر حدیث کا درس شروع ہوتا، اس کے بعد مجلس وعظ منعقد ہوتی اور پھر علمی مذاکرات ہوتے رہتے۔ ظہر کے بعد ادب و عروض اور نحو و لغت کا سبق ہوتا، اس کے بعد عصر تک گھر پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرام فرماتے، عصر سے لے کر مغرب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور پھر رات کے تین حصے کرتے: ایک تہائی رات میں نیند فرماتے، دوسرے تہائی میں کتابت حدیث و فقہ اور تیسرے تہائی حصے میں قرآن کی تلاوت اور نوافل کی ادائیگی فرماتے رہتے، تا آنکہ صبح ہو جاتی۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ آپس میں زاہدوں اور متقیوں کا تذکرہ کر رہے تھے، ان میں حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا خاص طور پر تذکرہ ہوا۔ اسی دوران عمرو بن نباتہ بھی آ گئے۔ انھوں نے کہا: اے احباب کرام! میری نظر میں تو امام شافعی رحمہ اللہ سب سے بڑے زاہد، عابد اور متقی ہیں۔ قرآن مجید کی نشر و اشاعت میں مصروف، مکروہات سے کنارہ کش اور حکام و امراء سے بے نیاز۔ سنو! ایک مرتبہ میں اور حارث صالح مزنی کا غلام امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ صفا پر جا رہے تھے کہ اتفاقاً حارث نے یہ آیت پڑھ دی:

﴿هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۝﴾ (المرسلات: ۳۸)

''یہ ہے فیصلے کا دن کہ جب ہم تم کو اور (تم سے) پہلے لوگوں کو اکٹھا کریں گے۔''

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اس آیت کو سن کر کانپ اٹھے اور زار و قطار رونے لگے۔ ان پر خدا کا خوف ہمیشہ غالب ہی رہتا تھا۔

ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ حج کو گیا، میں نے دیکھا کہ آپ ہر نشیب و فراز پر روتے تھے اور یہ شعر نہایت پُرسوز لہجے میں پڑھتے تھے:

آل النبی ذریعتی، وهم اليه وسيلتی
أرجو بأن أعطى غداً، بيدی اليمين صحيفتی

''اہل بیت رسول میرا ذریعہ ہیں اور بارگاہِ ایزدی میں میرا وسیلہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میرے داہنے ہاتھ میں مجھے اعمال نامہ دیا جائے گا۔''

قرأتِ قرآن:

تلاوتِ کلام اللہ کا بڑا شوق تھا۔ یوں تو معمولاً قرآن مجید روزانہ پڑھتے رہتے تھے۔ حسین بن علی کرابیسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پاس تین مہینے تک رہا، میں نے آپ رحمہ اللہ کو ہر رات کا تہائی حصہ نوافل اور قرآن مجید کی تلاوت میں صرف فرماتے ہوئے دیکھا۔

قرآن مجید ایسی خوش الحانی اور عرب کے تمام لہجوں میں پڑھتے تھے کہ جب آپ امام ہوتے تو لوگوں کے رونے کی آوازیں اس قدر بلند ہو جاتیں کہ آپ کو رکوع کرنا پڑتا اور جب کبھی آپ کسی مجلس میں قرآن پڑھتے تو لوگوں کی ہچکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندھ جاتی اور بہت سے آدمی تو بے خود ہو کر گر جاتے۔

ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی فصاحت اور طلاقت لسانی سے بڑے خوش ہوتے تھے۔ خود امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے قرأت کرنے والا بڑا جری اور قابل ہوتا تھا اور آپ نے مجھے حکم دے رکھا تھا کہ تم مجھے قرآن سنایا کرو، میں کچھ دیر پڑھ کر خاموش ہو جاتا تو آپ رحمہ اللہ فرماتے اور پڑھو۔ میرا اندازِ قرأت انہیں بے حد پسند تھا۔

ذہانت وفہم:

قاضی یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے بڑھ کر کوئی عقل مند نہیں دیکھا۔ امام مزنی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر نصف اہل دنیا کی عقل کا امام شافعی رحمہ اللہ کی عقل کے ساتھ وزن کیا جائے تو امام صاحب کی عقل ہوزنی نکلے گی۔

محمد بن الفضل البزاری بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد فضل اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ حج کو گئے اور دونوں ایک ہی جگہ ٹھہرے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علی الصباح خاموشی سے حرم چلے گئے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شرکت مقصود ہوگی، اس لیے اتنے سویرے چلے گئے۔ چنانچہ میں بھی اٹھا اور آپ کے پیچھے چل دیا، میں نے آپ رحمہ اللہ کو حرم میں منعقد علمی مجلسوں اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی مجلس میں تلاش کیا، لیکن آپ نہ ملے، تلاشِ بسیار کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ ایک قریشی نوجوان کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ رحمہ اللہ سے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی مجلس چھوڑ کر یہاں کیوں نشست اختیار کی؟ حالانکہ وہ حضرت امام زہری و دیگر اکابر تابعین رحمہم اللہ کے ممتاز شاگرد ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: چپ رہو، اگر حدیث عالی سند کے ساتھ نہ ملے گی تو نہ سہی، لیکن حدیث صحیح بسند نازل تو ملے گی (یعنی ایک واسطہ اور بڑھ جائے گا)۔ لیکن اگر اس عقلمند کی باتیں میں نے حاصل نہ کیں تو پھر قیامت تک ایسا انسان نہ مل سکے گا، کتاب اللہ کا سمجھنے والا اس قریشی جوان سے بڑھ کر میں نے آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا: ان کا اسم گرامی کیا ہے؟ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ محمد بن ادریس شافعی ہیں۔

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے تمام مشائخ کو امام شافعی رحمہ اللہ کے علم و ذکاوت اور فہم و فراست کی تعریف میں رطب اللسان ہی پایا۔ امام مالک رحمہ اللہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے علم حاصل کرنے میں محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ ذہین اور سمجھدار کوئی نہیں آیا۔

ایک بار امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق بن راہویہ اور امام یحییٰ بن معین رحمہم اللہ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور تینوں کا یہ ارادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ محدثِ مکہ امام عبد الرزاق رحمہ اللہ کے درس میں چلیں۔ جب یہ تینوں حرمِ محترم میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک نوجوان مسند پر جلوہ افروز ہے اور اس کے آس پاس ایک ہجوم ہے، وہ نوجوان بڑی جرأت سے یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اے اہل شام و عراق! مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے متعلق جو چاہو دریافت کرو، میں مطمئن کر سکتا ہوں۔ امام اسحٰق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ نوجوان کون ہے؟ بڑا ہی بے باک و جری ہے۔ لوگوں نے بتلایا کہ یہ محمد بن ادریس شافعی ہیں۔ امام اسحٰق رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا: چلو ذرا اس شخص سے اس حدیث کا مطلب دریافت کریں "مکنو الطیور فی أوکارھم" امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کے معنی تو واضح ہیں، یعنی رات کے وقت پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رہنے دو۔ لیکن خیر میں تمہارے کہنے سے پوچھ لیتا ہوں۔ چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ اس حدیث کا مقصد کیا ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے فوراً جواب دیا کہ جاہلیت میں یہ قاعدہ تھا کہ اگر کسی کو رات کے وقت سفر کرنا پڑ جاتا تو وہ پتھر مار کر گھونسلوں سے پرندوں کو اڑاتا، پھر اگر وہ پرندہ داہنی طرف اڑا تو یہ شگون لیا جاتا کہ سفر بخیر و سلامتی ہوگا لیکن اگر بائیں طرف اڑا تو وہ شگونِ بد سمجھا جاتا تھا۔ پھر جب نبی ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ نے ان کی یہ نازیبا حرکت ملاحظہ کی تو فرمایا: پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں ہی آرام کرنے دیا اور تم اللہ پر بھروسہ رکھا کرو۔ امام اسحٰق رحمہ اللہ نے فوراً ہی امام احمد رحمہ اللہ سے کہا: اگر ہم عراق سے حجاز تک کا سفر صرف اس حدیث کی توضیح کے لیے ہی کرتے تو بھی ہمارا سفر مبارک و کامیاب ہی تھا۔ تینوں ائمہ نے آپ کی جلالتِ شان و فہم حدیث کا اعتراف کیا۔

ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھ سے جو چاہو پوچھ لو، میں قرآن ہی سے استدلال پیش کروں گا۔ ایک شخص نے پوچھا: بھلا یہ تو بتائیے کہ بحالت احرام کوئی شخص کسی بھڑ کو مار ڈالے تو قرآن میں اس کا کیا حکم ہے؟ امام صاحب نے فوراً جواب دیا:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ (الحشر: ۷)

''رسول (ﷺ) تمہیں جس بات کا حکم دیں اس کی تعمیل کرو اور جس سے وہ منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔''

پھر ایک حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ میرے بعد تم شیخین یعنی سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرتے رہنا۔ پھر دوسری روایت بیان کی کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت احرام بھڑ کو مار دینے کی اجازت دی ہے۔

حفص الفرد نے امام شافعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ لوگوں کا عام طور پر یہ خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی فعل بے فائدہ نہیں ہے لیکن پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بار کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس فعل نبوی سے کیا فائدہ معلوم ہوتا ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا: اس کا فائدہ یہ ہے کہ ملک عرب میں یہ تجربہ مشہور ہے کہ اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کی کمر میں درد ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے وہ درد جاتا رہتا ہے۔ چونکہ نبی ﷺ کی کمر میں درد تھا اس لیے آپ نے عرب کے تجربہ کے لحاظ سے ایسا کیا تھا، لیکن یہ فعل آپ ﷺ سے عادتاً منقول نہیں ہے۔

آپ بڑے الجھے ہوئے معاملات اور مسائل آنِ واحد میں سلجھا دیا کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ صحیح الدماغ، سریع الفہم اور مسائل کا صحیح اور مدلل جواب دینے والا کوئی نہیں دیکھا۔

شعر و ادب:

امام شافعی بہت بڑے شاعر بھی تھے، شعر و ادب سے خاص شغف تھا۔ حتیٰ کہ خود اپنے بارے میں فرمایا:

ولولا الشعر بالعلماء یزری
لکنت الیوم اشعر من لبید

''اگر شعر کہنا علماء کے لیے معیوب نہ ہوتا تو میں لبید بن ربیعہ سے بھی بڑا شاعر ہوتا۔''

مزید کہا:

نعیب زماننا والعیب فینا
وما لزماننا عیب سوانا

''ہم زمانے کو معیوب قرار دیتے ہیں حالانکہ عیوب ہم میں ہیں اور زمانے میں سوائے ہمارے وجود کے کوئی عیب نہیں۔''

ایک مقام پر فرمایا:

ما طار طیر وارتفع
إلا کما طار وقع

''کوئی بھی پرندہ اڑ کر بلندی پر نہیں پہنچتا مگر اُسی طرح زمین پر گرتا ہے۔'' یعنی عروج کے بلند زوال۔

تلامذہ:

آپ سے طلباء کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا، ان میں سے احمد بن حنبل، سلیمان بن داؤد الہاشمی، ابوثور، ابراہیم بن خالد اور محمد بن سعید العطار وغیرہ ہیں۔

اساتذہ:

آپ نے کبار علماء سے کسب فیض حاصل کیا، ان میں سے: مالک بن انس، ابراہیم بن سعد، سفیان بن عیینہ، داؤد بن عبد الرحمٰن، مسلمہ بن خالد الزنجی، ابراہیم بن یحییٰ اور عبد اللہ بن المومل المخزومی وغیرہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتی حرم:

علمائے مدینہ اور امام مالک رحمہ اللہ تو آپ رحمہ اللہ کو جوانی کی عمر میں ہی فتویٰ دینے کی اجازت دے چکے تھے۔ مدینہ سے واپسی پر مکہ میں آپ کے استاذ مسلم بن خالد زنجی رحمہ اللہ نے بھی آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت دے دی، لیکن آپ نے بغرضِ احتیاط حضرت امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے استفادہ کیا۔ امام سفیان رحمہ اللہ نے کئی سال تک آپ کو حدیث و فقہ اور تفسیر کی تعلیم دی۔ ایک بار انھوں نے آپ سے دریافت کیا: شافعی! یہ بتاؤ کہ امام زہری رحمہ اللہ کی روایت سے جو یہ حدیث مروی ہے کہ نبی ﷺ اُمّ المومنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مسجد سے چلے، راستے میں آپ کو دو آدمی ملے، آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: میرے ساتھ یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ حضور! بھلا ہم آپ کے بارے میں ایسا کیونکر سوچ سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کے رگ و پے میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ نبی ﷺ کے پیش نظر یہ تھا کہ قبل اس کے کہ ان لوگوں کے دل میں یہ خدشہ گزرے کہ ایک اولوالعزم نبی کے ساتھ یہ عورت کیسے؟ اور پھر وسوسۂ شیطانی ان کے دل میں اتہام یا سوءِ ظن پیدا کر دیتا۔ آپ نے اس تصور سے قبل ہی اس کو واضح کر دیا تا کہ ان کا ذہن بدگمانی میں مبتلا ہی نہ ہو۔ دوسرا اس میں آپ ﷺ نے امت کو تعلیم دی ہے کہ میں باوجود اس کے کہ نبی ہوں، مگر میرے متعلق بھی لوگ غلط رائے قائم کر سکتے تھے، اس لیے تم بھی ہمیشہ اس کو پیش نظر رکھو کہ تہمت یا افتراء و بہتان کے اسباب سے ہمیشہ خود کو محفوظ رکھو، کیونکہ شیطان انسان کے رگ و پے میں دوڑتا پھرتا ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جب آپ رحمہ اللہ سے یہ توضیحات سنیں تو فرمایا: جزاك الله! کیا نفیس بات کہی ہے اور ایسے انداز میں کہ جی خوش ہو گیا۔ اب تم فتویٰ دیا کرو۔

حلیہ مبارک:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ میانہ قد اور موزوں اندام تھے۔ آپ کے ہاتھ لمبے تھے، آپ کے تلامذہ کہتے ہیں کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچتے تھے۔ کشادہ پیشانی، چہرہ زیادہ پُر گوشت نہ تھا، تبسم ہمیشہ نمایاں رہتا، بھوئیں بھری ہوئی مگر علیحدہ علیحدہ، دانت چھوٹے مگر کشادہ، داڑھی متوسط، آخر عمر میں مہندی کا خضاب لگاتے تھے، ناک لمبی اور اس پر ہلکے ہلکے چیچک کے نشان اور چہرہ پر وقار نمایاں تھا۔

ازواج و اولاد:

ان کی ایک اہلیہ اور ایک جاریہ تھی۔ آپ کی اہلیہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھیں۔ ان کا نام و نسب یہ ہے: حمدہ بنت نافع بن عیینہ بن عمر بن عثمان بن عفان۔ آپ کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ دو کا بچپن میں انتقال ہو گیا، صرف ابوعثمان محمد حیات رہے۔ بیٹیوں کا نام رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں کی طرف نسبت سے فاطمہ و زینب رکھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

آپ رحمہ اللہ ۱۹۹ھ میں مصر تشریف لے گئے اور اپنی زندگی کے آخری پانچ برس وہاں گزار کر علم وحکمت کا یہ آفتاب ہر سُو اپنی کرنیں بکھیرتا ہوا اور متلاشیانِ علم کو اپنی ضیاء پاشیوں سے بہرہ مند کرتا ہوا ۲۰۴ھ میں ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔[1] (اللھم اجعل قبرہ روضة من ریاض الجنة)

حضرت امام کی حدیث وفقہ پر جو خدمات ہیں وہ اہل علم سے مخفی نہیں اور نہ ہی ان کے بیان کا یہ محل ہے۔ آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب 'مسند الشافعی' اپنی افضلیت وفوقیت کی بناء پر جداگانہ مقام رکھتی ہے، کیونکہ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کی روایت کردہ احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ ان احادیث کا انتخاب ہی اس کی سب سے اہم خاصیت ہے۔ ایسی احادیث کو منتخب کیا گیا ہے جن میں مختصر مگر جامعیت کے ساتھ جملہ احکامِ شریعت کو سمو دیا گیا ہے۔

مسند شافعی کے پہلے نسخے میں احادیث کی ترتیب ایسی نہ تھی کہ جس سے موضوعاتی انداز میں فائدہ اٹھایا جاسکتا، کیونکہ اس میں ایک موضوع کی احادیث کتاب کے مختلف مقامات پر بکھری پڑی تھیں۔ چنانچہ امیر سنجر بن عبد اللہ ناصری رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات وعناوین کے اعتبار سے متعدد ابواب وکتب قائم کیے اور ہر کتاب اور باب کے تحت ان احادیث کو جمع کیا جو اس موضوع کے تحت آتی تھیں۔ ترتیب نہایت احسن اور شگفتہ انداز میں لگائی گئی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے اس گراں قدر علمی سرمائے کو اردو دان طبقہ کے لیے مترجم نسخہ بنانے کی ذمہ داری احسن انداز میں ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور نے نبھائی ہے۔ میں اس پر بارگاہِ ایزدی میں حمد وشکر کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ یہ کسی عام شخص کے کلام کو اردو قالب میں نہیں ڈھالا گیا بلکہ افصح العرب ﷺ کے فرامین کی ترجمانی ہے، جس کے لیے شدت احتیاط کا پہلو جس قدر بھی ملحوظ رکھا جاتا کم ہی تھا۔ بہرصورت ممکنہ حد تک کوشش کی گئی ہے کہ احادیث نبویہ کا مفہوم بھی مکمل طور پر ادا کیا جائے اور عربی متن کے بھی قریب رہنے کی کوشش کی جائے، تاکہ کوئی چیز تشنہ نہ رہے۔ باوجود اس تمام کوشش کے کوتاہی یقیناً رہ گئی، اہل علم کے مطلع فرمانے پر ادارہ شکر گزار ہوگا۔ اس کام کے دوران جن چند امور کا خیال رکھا گیا وہ یہ ہیں:

1. ترجمہ آسان اور عام فہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

---

[1] مصادر ترجمہ: آداب الشافعی ومناقبہ، از عبد الرحمن بن أبو حاتم الرازی۔ مناقب الشافعی از ابوبکر احمد بن الحسین البیهقی۔ مناقب الشافعی از فخر الدین رازی۔ مناقب الإمام الشافعی از حافظ ابن کثیر۔ توالي التأسیس از حافظ ابن حجر العسقلانی۔ احتجاج بالشافعی از خطیب بغدادی۔ حلیة الأولیاء از ابونعیم أصفهانی۔ معجم الأدباء از یاقوت حموی۔ الإمام الشافعی ناصر السنة از دکتور حمزہ النشرتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. دورانِ ترجمہ مشکل الفاظ یا مقامات کی وضاحت کے لیے عموماً غریب الحدیث کی کتب پر اعتماد کیا گیا ہے۔
3. تمام صحیح احادیث کے فوائد نمبر شمار کے ساتھ درج ہیں۔
4. احادیث میں مذکور مختلف مسائل کی وضاحت قرآن، صحیح احادیث اور ثابت شدہ آثارِ صحابہ و اقوالِ سلف صالحین سے بحوالہ کی گئی ہے۔
5. دینِ حق کا دفاع اور اہل بدعت و اہل آراء کا دلائل سے رڈ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
6. فوائد میں مختلف اصطلاحات کی تعریف و توضیح کرتے ہوئے دوسری عبارت سے ان اصطلاحات کو نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
7. فوائد میں حوالہ جات درج ذیل طریقہ کار سے درج ہیں، مثلاً: **الف:** مکمل حدیث۔ (سنن ترمذی، کتاب الحج، باب العمرة، رقم الحدیث: ۱۷۵) **ب:** کسی مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں لکھ دیا ہے مثلاً غسل جنابت فرض ہے۔ (دیکھیے: صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۳۵) **ج:** جس کتاب کی ایک جلد ہے۔ (فقہ السنہ، ص: ۴۵) **د:** شروحات و تفاسیر۔ (تفسیر ابن کثیر: ۳/۷۷، فتح الباری: ۹/۱۱۱)
8. صحیحین کی تمام احادیث چونکہ بالاتفاق صحیح ہیں لہٰذا ان پر صحیح یا حسن کا حکم نہیں لگایا گیا۔
9. جو حدیث صحیحین میں یا ان میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہے تخریج میں فقط اس کے حوالہ پر اکتفا کیا گیا ہے دیگر کتب احادیث کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی حدیث کے بعض زائد الفاظ دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں تو پھر ان کا حوالہ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔
10. جس حدیث کی تخریج یا فوائد پہلے گزر چکے ہیں تو اس کے لیے انظر الحدیث السابق برقم (۲) اور "دیکھیے فوائد حدیث نمبر: ۴۰" لکھا گیا ہے۔
11. تخریج میں حوالہ کا طریقہ کار درج ذیل ہے: اخرجه الترمذی، الطهارة، باب الوضوء (۷۰) وابن ماجه..... والدارقطنی: ۲/ ۸۰، وابن شیبة (۲۰۰۹)
12. احادیث پر صحیح، حسن، ضعیف کا حکم لگایا گیا ہے اور اس سلسلہ میں آئمہ محدثین کے اقوال کو ترجیح دی ہے اور ضعیف احادیث کے ضعیف کو بھی حتی الوسع بیان کر دیا گیا ہے۔
13. اگر کوئی حدیث کتاب میں مذکور سند کے علاوہ کسی اور سند سے صحیح ثابت ہے تو "صحیحٌ من غیر هذا الطریق" لکھ کر اس طریق کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز نے اہل اسلام کی علمی خدمت کرنے کے لیے حدیث کی نشر و اشاعت کا جو عظیم الشان منصوبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنایا ہے، مسند شافعی کی بزبانِ اردو اشاعت بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ ہمارے انتہائی قریب دوست ابوحمزہ عبد الخالق صدیقی کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے جو دیارِ غیر میں رہتے ہوئے بھی حدیث رسول کی خدمت میں مصروف کار ہیں۔ دیارِ غیر میں منہج سلف کی ترجمانی میں ان کا کردار انتہائی وافر و نمایاں ہے۔ ایسے ہی ان کے دست راست اور ہمارے انتہائی مخلص ومحب حافظ حامد محمود الخضری ﷾ کو اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائے کہ جن کے علمی تعاون واشراف سے کتبِ احادیث کو بزبانِ اُردو منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ جزاهم الله خيراً في الدنيا والآخرة واجزل مثوبتهم.

اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دعا گو ہیں کہ وہ اس مبارک عمل کو قبول عام بخشے، اور ہمارے لیے، ہمارے والدین کے لیے، جمیع معاونین اور ہمارے اساتذہ کرام کے لیے اس عظیم عمل کو ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یارب العالمین

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه وسلم

وكتبه

عبد اللہ ناصر رحمانی ﷾

شیخ الحدیث ورئیس المعهد السلفی للتعلیم والتربیه، کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ